دعا ایک نادیدہ خزانہ ہے

از: مولانا محمد ابرار کلیم القاسمی
کویت

دعا ایک عظیم نعمت اور انمول تحفہ ہے، اس دنیا میں کوئی بھی انسان کسی بھی حال میں دعا سے مستغنی نہیں ہوسکتا، دعا اللہ کی عبادت ہے، دعا اللہ کے متقی بندے اور انبیائے کرام علیہم السلام کے اوصافِ حمیدہ میں سے ایک ممتاز وصف ہے، دعا اللہ تعالی کے دربارِ عالیہ میں سب سے باعزت تحفہ ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الدُّعَاء (دعا سے بڑھ کر اللہ تعالی کے یہاں کوئی چیز باعزت نہیں) دعا اللہ تعالی کے یہاں بہت پسندیدہ عمل ہے، سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَإِنَّهُ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ (اللہ سے اس کا فضل مانگو کیوں کہ وہ اپنے سے مانگنے کو پسند کرتا ہے) دعا شرحِ صدر کا سبب ہے، دعا سے اللہ تعالی کے غصہ کی آگ مدھم پڑتی ہے، دعا اللہ تعالی کی ذات پر بھروسہ کی گائیڈ لاین ہے، دعا آفت ومصیبت کی روک تھام کا مضبوط وسیلہ ہے، بلاشبہ دعا اپنی اثر انگیزی اور تاثیر کے لحاظ سے مومن کا ہتھیار ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَعِمَادُ الدِّيْنِ وَنُوْرُ السَّمٰوٰاتِ وَالأَرْضِ (دعا مؤمن کا ہتھیار، دین کا ستون اور آسمان وزمین کی روشنی ہے، اللہ نے اپنے بندوں کو دعا کی تاکید کی ہے، اس کی قبولیت کا وعدہ کیا ہے نیز اس پر انبیاء کرام علیہم السلام اور رسولوں کی تعریف کی ہے، اللہ کا ارشاد ہے: إِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِيْنَ (بے شک وہ سب نیک کاموں میں جلدی کرنے والے تھے اور وہ ہمیں امید اور خوف سے پکارتے تھے اور وہ ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے) اللہ تعالی نے قرآن مجید میں صاف صاف اعلان کیا: وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (جب میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں، تو میں قریب ہوں، دعا کرنے والا جب مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں) یقیناً یہ اللہ کا فضل اور کرم ہی ہے کہ

بندوں کے ہر عمل سے بے نیازی کے باوجود وہ اپنے ہی سے مانگنے کا حکم کرتا ہے: يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ (اے لوگو، تم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ بے نیاز، بڑی تعریف والا ہے) سورۂ فاطر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو) حدیثِ قدسی میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ يَا عِبَادِي، كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تَخْطَئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْلَكُمْ (اے میرے بندے! تم بے راہ ہو؛ جب تک میں تمھیں ہدایت نہ دوں، لہٰذا تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تمھیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندے تم سب بھوکے ہو، سوائے اس شخص کے جسے میں کھلاؤں، لہٰذا تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمھیں کھلاؤں گا، اے میرے بندے، تم رات اور دن غلطیوں کا ارتکاب کرتے رہتے ہو اور میں تمام گناہوں کو بخشنے والا ہوں، لہٰذا تم مجھ سے مغفرت طلب کرو، میں بخشش کرنے والا ہوں)۔

لہٰذا دعا کا حیاتِ انسانی سے گہرا تعلق ہے اور اپنے اثرات کے لحاظ سے ایک مسلمہ تاریخ ہے اور ربِ کریم کے نادیدہ خزانوں سے بھی اس کا عظیم ربط و تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے بہت کریمانہ انداز میں قرآنِ پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا ہے: وَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَسْعَى قَالَ إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النّٰصِحِينَ (اور ایک شخص شہر کے پرے سرے سے دوڑتا ہوا آیا، اس نے کہا: اے موسیٰ! بے شک سردار تیرے بارے میں مشورہ کررہے ہیں؛ تاکہ تجھے قتل کرڈالیں، پس تو (یہاں سے) نکل جا، بے شک میں تیرے خیرخواہوں میں سے ہوں۔ پس وہ نکلا وہاں سے ڈرتے ہوئے اور انتظار کرتے ہوئے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے) چنان چہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی طاغوتیت وملوکیت کی حدود کو پار کرکے مدین جا پہونچے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی: رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ (اے میرے پرورگار مجھے ظالم قوم سے بچالے) اللہ نے حضرت شعیب کو ان کی معاونت کے لیے لاکھڑا کیا اور ان کی زبانی اعلان کروایا: قَالَ: لَاتَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ (ڈرو نہیں تم ظالموں کی قوم سے بچ آئے ہو) حضرت موسیٰ علیہ السلام بے نوا مسافر کی طرح تھکے ہارے ایک صحرائی درخت کی چھاؤں میں فروکش ہوئے اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور دعا کی: اے ربِ کریم جو بھلائی میرے لیے نازل فرمائے میں اس کا شدید محتاج ہوں: رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ

إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْر () اسی لمحے رب کریم کے نادیدہ خزانوں کا منہ کھل گیا اور رزق حسنہ کے سوتے ابل پڑے،: فجا ئته إحدهما تمشي على استحياء قالت إن ابی یدعوك لیجزیك اجر ما سقیت لنا فلما جاء ہ وقص علیه القصص ، قال لاتخف نجوت من الظلمین ، قالت إحدهما یابت استاجره إن خیر من استاجرت القوي الأمین، قال : إنی ارید انکحك إحدی ابنتي هاتین علی ان تاجرني ثماني حجج فإن اتممت عشرا فمن عندك وماارید ان اشق علیك ستجدني إن شاء الله من الصلحین،قال ذلك بیني وبینك ایما الأجلین قضیت فلاعدوان علي (پھران دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی (یعنی حضرت موسی علیہ السلام نے مدین کے کنوئیں پر دوعورتوں کو بالکل تمام پانی پلانے والے چرواہوں سے علیحدہ پایا تو انھوں نے معلوم کیا کہ آخر کیا ماجرہ ہے؟ تو اس نے بتایا کہ ہم پانی نہیں پلاتے یہاں تک کے یہ چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس نہ لے جائیں اور ہمارے ابا بوڑھے ہیں تو حضرت موسی علیہ السلام نے بکریوں کو پانی پلانے میں مدد کی) وہ بولی بے شک ہمارے والد تمھیں بلا رہے ہیں کہ تمہیں اس کا صلہ دیں جو تونے ہمارے لیے بکریوں کو پانی پلایا ہے پھر جب موسی علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آئے اور ان سے احوال بیان کیا تو اس نے کہا ڈرو نہیں تم ظالموں کی قوم سے نکل آئے ہو، ان (بیٹیوں) میں سے ایک نے کہا: اے میرے والد! اسے ملازم رکھ لیں ، بے شک جسے تم ملازم رکھو بہتر وہ ہے جو طاقت ور امانت دار ہو، شعیب علیہ السلام نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تم سے اس شرط پر کردوں کہ تم آٹھ سال میری ملازمت کرو، اگر دس سال پورے کروتو وہ تمہاری طرف سے نیکی ہوگی ، میں نہیں چاہتا کہ میں تم پر مشقت ڈالوں، اگر اللہ نے چاہا تو عنقریب مجھے خوش معاملہ لوگوں میں سے پاؤ گے ،موسی علیہ السلام نے کہا: یہ میرے اور تمہارے درمیان (عہد) ہے میں ان دونوں میں سے جو مدت پوری کروں مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں) لہٰذا اب موسی علیہ السلام کی دعا قبول ہوگئی ، روٹی کا بندوبست ہوگیا ، مکان کا انتظام کر دیا گیا ، اہل وعیال والے بن گئے ، ریوڑ چرانے کے لیے مل گیا ، یعنی باروزگار ہوگئے اور تربیت کے لیے حضرت شعیب علیہ السلام سا مربی مل گیا۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر ❁ شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

حضرت موسی علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے بنی اسرائیل پر نادیدہ خزانوں کے منہ وا ہوگئے

اور صحرائے سینین میں وہ لطف اندوز ہوتے رہے، من وسلوی کا نزول ہوتا رہا اور بادلوں کے سائے سایہ فگن رہے، جب پیاس لگی تو لاٹھی ماری ۱۲ قبیلوں کے لیے بارہ چشمے جاری ہوگئے۔

علماء نے لکھا ہے کہ خوشحالی اور بدحالی ہر حال میں اللہ تعالی سے مانگنا چاہیے، اللہ تعالیٰ دونوں حالتوں میں یاد کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور اس کو نوازتا ہے، اس کی مثال حضرت یونس علیہ السلام ہیں کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے تھے، اسی کی تسبیح وتحمید کیا کرتے تھے، انھیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل اعتماد تھا؛ چناں چہ جب مچھلی کے پیٹ میں بند ہوگئے، اس حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کیا: لَا إِلٰهَ إِلّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (کوئی اِلٰہ نہیں سوائے تیرے اور میں ظالموں میں سے ہوں) بس اللہ تعالی نے اس سے نکلنے کی سبیل پیدا کردی اور تین اندھیریوں کی گرفت سے نجات نصیب ہوئی، فَلَوْلَا أَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُونَ (کہ اگر وہ تسبیح کرنے والے نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے اور وہی ان کے لیے قبر بن جاتی، اس کے برعکس فرعون نے دریائے نیل میں غرق ہوتے ہوئے اللہ میاں کو یاد کیا: حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلّا الَّذِي آمَنَتْ بِهٖ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ، فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً (یہاں تک کہ جب اس کو غرقابی نے آ پکڑا، اس نے کہا: میں ایمان لایا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں ہوں فرماں برداروں میں سے۔ کیا ایمان کی بات کرتا ہے اور پہلے سے تو نافرمانی کرتا رہا اور فساد کرنے والوں میں سے رہا۔ سو آج تجھے تیرے بدن سے بچادیں گے (غرق نہیں کریں گے)؛ تاکہ تو (تیری لاش) ان کے لیے جو تیرے بعد آئیں (عبرت کی) ایک نشانی رہے) لیکن اب تک خوش حالی کے ایام میں کبھی بھی خدا کو یاد نہیں کیا؛ بل کہ وہ اتراتا رہا غرور اور سرکشی میں مبتلا رہا؛ اس لیے اللہ تعالی نے اس کی دعا قبول نہ کی اور وہ ہلاک و برباد ہوگیا نیز اس نے براہِ راست دعا نہ کی؛ بل کہ ہارون اور موسی علیہما السلام کو واسطہ بنایا، لہٰذا دعا میں کسی کو واسطہ نہ بنائیں براہِ راست اللہ سے مانگے اللہ تعالی ہم سے بہت قریب ہے: وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ، اللہ تعالی نے براہِ راست مانگنے کی تاکید کی ہے: اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ابوالانبیا ہیں اور احترام واکرام کے بلند وبالا مقام پر فائز ہیں،

ان کی دعا کی قبولیت نے روئے زمین پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے لیے امن اور پھلوں کا رزق ساتھ ہی باشندگان عالم کے قلوب کا التفات مانگا کہ اے ہمارے رب، بے شک میں نے اپنی کچھ اولاد کو ایک بغیر کھیتی والے میدان میں بسایا ہے تیرے احترام والے گھر کے نزدیک، اے ہمارے رب؛ تاکہ وہ نماز قائم کریں، پس لوگوں کے دلوں کو ایسا کردے کہ ان کی طرف مائل ہوں، اور انھیں پھلوں سے رزق دے؛ تاکہ وہ شکر کریں) انھیں سب سے نوازا گیا، آپ نے ہونہار وسعادت مند فرزند کے ہمراہ کعبہ کی دیوار بنائیں تو دعا کی: رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلاً مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ کہ ان کی نسل میں ایک بہترین امت وجود میں آئے، جس میں ایک رسول مبعوث ہو جو انھیں کلامِ الٰہی کی تعلیم دے، اس میں موجود حکمت کی باتوں سے انھیں روشناس کرائے اور ان کی زندگیاں سنوارے، اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی دعا قبول کی اور اس کرہ ارضی پر امت مسلمہ خیر کے ساتھ نمودار ہوئی، جس نے تاریخ کا رخ موڑ دیا، اس امت کو خیرِ امت کے لقب سے نوازا گیا، اس امت کا وجود کائناتِ عالم کے لیے پیغامِ خیر ہے، اس کا نبی رحمة للعالمین ہے، جس کے فرمان لوگوں کے قلوب پر اور جن کا نقوشِ پا زمانے کے ریگستانوں پر یوں ثبت ہوئے ہیں کہ وقت کی تیز وتند ہوا اور خطرناک آندھیاں انھیں مدھم نہ کرسکیں، تاریخی حیثیت سے فتنہٴ تاتار ان نقوش کو مدھم کرتے کرتے خود بجھ گیا اور دنیا نے یہ منظر دیکھا کہ:

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

بقول کسے: دعائے ابراہیمی کی قبولیت کا ابدی انداز ملاحظہ ہو، دن بہ دن رفع ذکر کے سامان ہوتے چلے جارہے ہیں اور اقرا کی ضیاپاشیوں میں اپنی منازل طے کرتا چلا جارہا ہے۔

دعا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے آپ ﷺ کی دعا ہی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقدیر بدل گئی اور اسلام کے صفحہٴ اول میں داخل ہوگئے، اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الۡإِسۡلَامَ بِأَحَدِ الۡعُمَرَيۡنِ عُمَرَيۡنِ الۡخَطَّابِ أَوۡ عُمَرَ بۡنَ هِشَامٍ (اے اللہ عمرین عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام میں سے کسے ایک ذریعہ اسلام کو تقویت عطا کر) بدر کے سنگلاخ میدان میں آپ ﷺ کی دعا نے جبرئیلِ امین کو لا کھڑا کیا اور شیطان کو شکست کھانی پڑی، اُحد میں فتح کے بعد فاتحِ لشکر کو مدینہ منورہ کے دروازے پر دستک دینے کی ہمت نہ ہوئی؛ حالاں کہ ظاہری اعتبار سے اب کوئی رکاوٹ نہ تھی اور کوئی رکاوٹ تھی تو وہ نالہٴ نیم شب کی اثر انگیزی تھی کہ وہ بدقسمت لشکر مدینہ کے بجائے مکہ روانہ

کر دیا گیا، جنگِ خندق میں دعاؤں نے افواج عرب کو ہواؤں اوران دیکھے لشکروں کے ذریعے پسپا کر دیا، جنگ یرموک میں بھی وہی ہواؤں کا ریلا مدد کو موجود تھا، اسی طرح قادسیہ کے مقام پر آپ ﷺ کے صحابۂ کرامؓ کی پشت پر ایرانیوں کے خلاف وہ تیز وتند ہواؤں کا لشکر موجود تھا۔

یقیناً دعا مومن کا ہتھیار ہے، ربِ کریم کے نادیدہ خزانوں کی چابی ہے، دعا مومن کا بہت اہم خزانہ ہے، دعا عبادت کا مغز ہے(الدعاء مخ العبادۃ) لیکن اس کی حقیقت عقلیت پسندوں کی سمجھ میں نہیں آتی؛ جب کہ یہ تو جبلِ ہمالیہ سے کہیں بڑھ کر ٹھوس اور باوزن ہے اور بدیہی اعتبار سے ثابت بھی ہے، اللہ تعالی کے نادیدہ خزانوں کا عظیم وعمیق ربط دعا سے ہے، جس کی قبولیت کے مختلف انداز ہیں، کبھی بعینہٖ وہی مل جائے، یا اس کا بدل؛ بل کہ نعم البدل مل جائے، جوں کا توں قبول نہ ہو؛ بل کہ اللہ تعالی حکیم ہے اور اس کا کوئی عمل حکمت سے خالی نہیں اور وہ انسان کے انجام سے بخوبی واقف ہے؛ چناں چہ اس کے ذریعہ کوئی مصیبت دور کر دے، یا یہ کہ اسے مومن کے لیے بطور توشہٴ آخرت محفوظ کر دیا جائے؛ لیکن دعا کی قبولیت کے ان گوناگوں انداز کو عقلیت پسند ذہن تمسخر کا نشانہ بنانے سے نہیں چوکتے؛ لیکن انھیں یہ پتا ہونا چاہیے کہ پُرخلوص کوشش اور دعا سے وہ نتائج نکلتے ہیں جن کی عقلی لحاظ سے بالکل امید نہیں ہوتی۔

دعا کی قبولیت کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ انسان اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرے خوب بندگی کرے، تقوی اور پرہیزگاری کی راہ اور روش اپنائے یقیناً دعا میں تقوی کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ کا درجہ رکھتا ہے، جس کے بارے میں کسی نے لکھا ہے کہ:

یہ مخصوص اوقات میں محدود مقامات پر ایک خاص قسم کی پرتکلف کیفیت پیدا کرنے کا نام نہیں ہے؛ بل کہ یہ خشیتِ الٰہی سے عبارت ہے اگر تقوی اور پرہیزگاری کی روح نہ رہے تو انسان کی زندگی میں امن وسکون عنقا ہو جاتا ہے اور پھر یہ صراطِ مستقیم سے منحرف ہو کر اپنی ناکامی اور نامرادی کا نوشتہٴ تقدیر خود اپنے ہاتھوں تیار کر لیتا ہے، تقوی تو یہ ہے کہ کبر ونخوت اور غرور وسرکشی سے عاری اور تواضع وانکساری کے جذبات سے سرشار ہو، جس کے لیے خدا کی عطا کردہ نوازش کا احساس اور خالقِ دوجہاں کے منبع علم ہونے کا ایمان مہمیز کرتا ہے۔

اسی طرح جو بھی صلاحیت، لیاقت اور توانائیاں ہوں وہ راہِ خدا میں کھپا دے، پھر اللہ تعالی سے نصرت واعانت اور سرخروئی وفتح وکامرانی کی دعا کرے، اللہ تعالیٰ کو تو پرخلوص جدوجہد اور صرف اسی پر توکل کرنا اور اسی سے مانگنا محبوب ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کو فاتح اور غالب

کرنے وعدہ کیا ہے خواہ تعداد میں تھوڑے ہوں اور وسائل کی قلت ہو بقول علامہ اقبال:

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے   دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کردے

دعا کی قبولیت میں بے شمار موانع ہیں، مثال کے طور پر حرام کھانا، حرام پینا اور حرام لباس زیب تن کرنا، اللہ کے رسول ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: اَلرَّجُلُ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ أغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَهُ إلٰى السَّمَاءِ، يَارَبِّ، يَارَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأنّٰى يُسْتَجَابُ لَهُ (آدمی لمبا لمبا سفر کرے گا، پراگندہ حال، غبار آلود معلوم ہوگا، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے گا، یارب یارب (کہے گا) اور اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور اس کی پرورش حرام غذا سے ہوئی ہو تو اس کی دعا کہاں سے قبول کی جائے گی؟) ایک دوسری حدیث میں ہے: اَطِبْ مَطْعَمَكَ تَكُنْ مُجَابَ الدَّعْوَةِ (اپنے کھانے کو عمدہ کرو۔ حلال کھانا کھاؤ۔ تمہاری دعا قبول کی جائے گی)۔

دوسری چیز جو موانعِ دعا میں سے ہے وہ اخلاص کی کمی ہے؛ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (پس اللہ تعالیٰ کو پکارو، اسی کے لیے عبادت کو خالص کرتے ہوئے) ایک دوسری آیت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَلَاتَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ أحَدًا (اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو) اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: تَعَرَّفْ إلٰى اللّٰهِ فِيْ الرَّخَاءِ يَعْرِفُكَ فِي الشِّدَّةِ (اللہ تعالیٰ کو خوش حالی میں یاد کرو اللہ تعالیٰ تم کو سختی میں یاد کرے گا) یعنی یہ کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اس کے حدود کی پاسداری کرتا ہے اور خوش حالی میں اس کے حقوق کی رعایت کرتا ہے تو اس کی وجہ سے اسے معرفتِ خداوندی حاصل ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس کو سختیوں سے بچائے رکھے گا اور حدیث میں ہے: بندہ مجھ سے نوافل کے ذریعہ قربت حاصل کرتا ہے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں، لہٰذا جب میں اسے محبوب سمجھتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں (بخاری شریف)۔

اللہ تعالیٰ غافل کی دعا قبول نہیں کرتا ہے؛ چنان چہ مستدرکِ حاکم میں مروی ہے کہ: اُدْعُوا اللّٰهَ وَأنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بالإجَابَةِ (اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور قبولیت کا یقین رکھو) یعنی اللہ تعالیٰ غافل اور لاپرواہ دل سے نکلی ہوئی دعا کو قبول نہیں کرتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: إنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُلِحِینَ فِی الدُّعَاءِ اللہ تعالیٰ دعا میں بہت زیادہ تضرع اور خضوع وخشوع کرنے والے اور بہت زیادہ مانگنے والے کو پسند کرتا ہے۔

دعا عبادت ہے، نجات کا ذریعہ ہے، لہٰذا جو بھی دعا سے اعراض کرے، اللہ سے نہ مانگے اللہ ان سے ناراض ہوتا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُونِي اَسْتَجِبْ لَکُمْ إنَّ الَّذِینَ یَسْتَکْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَیَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِینَ لیکن اس کے برعکس جو خوب اللہ تعالیٰ سے مانگے گا اس کے سامنے آہ وفغاں اور خشوع وخضوع کرے گا وہ اس دعا کی وجہ سے جنت میں داخل کیا جائے گا، جیسا کہ قرآن میں ہے: اور ان میں سے ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوگا آپس میں پوچھتے ہوئے وہ کہیں گے بے شک ہم اس سے پہلے اپنے اہلِ خانہ میں ڈرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہم احسان کیا اور گرم ہوا کے عذاب سے بچالیا، بے شک وہ بہت ہی احسان کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اُدْعُوا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْیَةً إنَّهٗ لَایُحِبُّ الْمُعْتَدِینَ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیبٌ مِنَ الْمُحْسِنِینَ (اپنے رب کو پکارو گڑگڑا کر اور آہستہ سے، بے شک وہ حد سے گزرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور فساد نہ مچاؤ زمین میں اس کی اصلاح کے بعد، اور اسے پکارو ڈرتے اور امید رکھتے ہوئے، بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت قریب ہے نیکی کرنے والوں سے) بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت قریب ہے فَلَا تَیْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰہِ لہٰذا اسی سے سب کچھ ہونے کی لو لگائیں، وہی حاجت روا مشکل کُشا ہے، اس کی رحمت سے کبھی بھی مایوس نہ ہوں اور ہر لمحہ، ہر پل اسی سے مانگیں، وہ بہت نوازنے والا اور خوب دینے والا ہے۔

❁ ❁ ❁